مولانا مفتی محمد جعفر رحمانی
دارالافتاء: جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ضلع نندر بار مہاراشٹر

سروگیٹ پریگنسی (Surrogate Pregnancy)

یعنی رحم مادر کو کرایہ پر دینے کا حکم شرعی

اصول وضوابط کی بے قاعدگیوں، سستی طبی نگہداشت، اور معاشی پریشانیوں کے سبب، اپنا رحم کرایہ پر دینے والی خواتین کی باسانی دستیابی کی وجہ سے، آج ہمارے ملک ہندوستان میں سروگیٹ پریگنسی (Surregate Pregnancy) یعنی رحمِ مادر کرایہ پر دینے کی تجارت بڑی تیزی سے پھل پھول رہی ہے، بیرون ہند کے بہت سے لوگ اس تجارت سے فائدہ اٹھانے کیلئے ہندوستان کا رخ کررہے ہیں، ہمارے ملک ہندوستان میں رحم مادر کو تجارتی مقصد کیلئے کرایہ پر دینے کے جواز کو، ۲۰۰۳ر سے قانونی حیثیت حاصل ہے۔

ہندوستان کے متوسط طبقہ کی خواتین کو کبھی اپنے خاندان کو بہتر معیارِ زندگی فراہم کرنے، کبھی کار خریدنے، کبھی مکان بنانے، کبھی اپنے گھر کی اندرونی سجاوٹ کیلئے، رقم کی ضرورت ہوتی ہے، اور وہ مجبور و بے بس ہوتی ہیں تو اپنے رحم کو کسی اور مرد کے نطفہ کی نشو ونما کیلئے اپنے رحم کو کرایہ پر دے کر رقم حاصل کرتی ہیں، فقہ اسلامی کے ذخیرہ میں اس طرح کے عقدِ اجارہ (Wage contract) کی کوئی نظیر نہیں ملتی، یہ جدید میڈیکل ترقی، مادہ پرست ذہنیت اور کسی بھی طرح حصولِ زر کی خواہش، کی دَین وتحفہ ہے، لیکن شریعت اسلامیہ نے کچھ ایسے رہنما اصول وقواعد بیان کئے ہیں، جن کی روشنی میں اس صورت کا حکم متعین کیا جاسکتا ہے۔

عقدِ اجارہ (Wage contract) کی یہ صورت درج ذیل وجوہات کی بناء پر سراسر تعلیمات اسلام کے خلاف ہے:

۱۔ اس میں ایک جوڑے کا مادہ منویہ (Seed,Semen) کسی دوسری عورت کے رحم میں داخل کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اختلاط نسب ہوتا ہے، جبکہ شرع اسلامی نے نسب کے معاملہ میں بڑی احتیاط کی تعلیم دی ہے، منکوحۃ الغیر ومعتدۃ الغیر سے نکاح کی حرمت کی اصل علت ووجہ بھی یہی ''عدم اختلاط نسب'' ہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يسقي ماءه ولد غيره.

جو شخص اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، تو اس کا پانی دوسرے کے بچہ کو سیراب نہ کرے۔

(السنن للترمذی:۱/۲۱۴، کتاب النکاح، السنن الکبری للبیہقی:۹/۱۰۵)

۲۔ جس جوڑے کا مادہ منویہ کسی اور عورت کے رحم میں ڈالا جارہا ہے، اسے جلق، یعنی ہاتھ کے ذریعہ اپنے مادہ کو

نکالنا ہوتا ہے، جو شرعاً حرام ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ناکح الید ملعون . ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے۔(فتح القدیر:۲/۳۴۴)

۳ - اس صورت میں اجارۃ المنافع برائے معصیت لازم آتا ہے، جو شرعاً منع ہے۔

لایجوز الإستیجار علی الغناء والنوح وکذا سائر الملاهی لأنه استیجار علی المعصیة، والمعصیة لایستحق العقد . (هدایه: ۳/۳۰۲)

گانا گانے، نوحہ و ماتم کرنے، اور تمام لہو ولعب کے کاموں پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، اسلئے کہ یہ معصیت و نافرمانی کے کاموں پر اجرت لینا ہے، جبکہ معصیت مستحق عقد ہی نہیں۔

۴ - اس صورت میں اس بارے میں بھی شدید اختلاف ہوگا، کہ اس بچہ کی ماں کس کو قرار دیا جائے، آیا اس عورت کو جس کا ''بیضۃ المنی'' ہے، یا اس عورت کو جس کا رحم کرایہ پر لے کر اس میں جنین کی پرورش کی گئی۔

جس عورت کا بیضۃ المنی لیا گیا، اس بچہ کا اس کا جز ہونا، اور عربی زبان میں ماں کو ام بمعنی جڑ سے تعبیر کرنا، دونوں اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ ماں وہی عورت ہے جس کے بیضۃ المنی سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔

جبکہ قرآن کریم کی ان آیات: **واللہ أخرجکم من بطون أمهاتکم لاتعلمون شیئاً .**

اللہ نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ سے اس حالت میں نکالا کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔(سورۃ النحل:۷۸)

إن امهاتهم الا اللائی ولدنهم . ان کی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔(سورۃ المجادلۃ:۲)

اور **حملته امه کرها ووضعته کرها .**____ اسکی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا، اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا۔(سورۃ الاحقاف:۱۵) سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں وہ عورت ہے جس کے رحم میں اس بچہ نے پرورش پائی، اور جس سے اس کی ولادت ہوئی ۔____ حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سروگیٹ پریگنسی (Surregate Pregnancy) سے متعلق ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں: وہ اجنبیہ عورت جس کے رحم میں انجکشن سے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا مادۂ منویہ پہونچایا گیا ہو، وہ عورت عقل سلیم کے نزدیک مزنیہ اور طوائف سے بھی زیادہ فاحشہ قرار پائے گی، اور اسکی شناعت عقل سلیم کے نزدیک زناء و لواطت سے بھی زیادہ قبیح و مذموم ہوگی، اور صورت تو اضطرار کی ہے نہیں، اسلئے اسکی بھی اجازت ہرگز نہ ہوگی۔ (نظام الفتاوی:۱/۳۳۹)

غرض یہ کہ سروگیٹ پریگنسی (Surregate Pregnancy) یعنی اجارۃ الرحم بہت سے مفاسدِ دینیہ و شرعیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً ناجائز و حرام ہے، کیوں کہ شریعت کا مزاج و مذاق یہ ہے کہ دفع مضرت جلب منفعت سے اولی ہے۔____ **درء المفاسد أولی من جلب المنافع .** (قواعد الفقه: ۸۱، رقم القاعدة: ۱۳۳)

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسانی زندگانی میں اولاد ہی سب کچھ ہو، ایسا نہیں ہے، انسان کو چاہئے کہ اولاد نہ ہونے پر

صبر سے کام لے، اللہ رب العزت کے سامنے آہ وزاری کے ساتھ دعا کرے، اور ذکر واستغفار کی کثرت رکھے، اگر اس کی مصلحت وحکمت ہوتو وہ ضرور اولاد سے نوازے گا۔

کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: فقلت استغفروا ربكم إنه كان غفاراً، يرسل السماء عليكم مدراراً، ويمددكم بأموال وبنين، ويجعل لكم جنات ، ويجعل لكم أنهاراً .(سورة النوح: ۱۰/۱۱/۱۲)

اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ، بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے، کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا، اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا، اور تمہارے لئے باغ لگادے گا، اور تمہارے لئے نہریں بہادیگا (سورۃ النوح: ۱۰/۱۱/۱۲)

حسن بن علی کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا میں فقیر ہوں، آپ اللہ تعالی سے میرے لئے رزق کی دعا کردیجئے، تو آپ نے فرمایا: عليك الاستغفار . تم استغفار کو لازم پکڑو۔ پھر ایک دوسرا شخص حاضر خدمت ہوا، اور عرض کیا کہ میں بے اولاد ہوں، آپ میرے لئے اولاد کی دعا کردیجئے، تو آپ نے اس سے فرمایا: عليك الاستغفار . تم استغفار کو لازم پکڑو۔ جب دونوں سائلین رخصت ہوئے تو آپکے تلامذہ نے آپکے اس جواب کی وجہ دریافت کی، تو آپ نے جواب میں قرآن کریم کی یہی آیت تلاوت فرمائی: فقلت استغفروا ربكم إنه كان غفاراً، يرسل السماء عليكم مدراراً، ويمددكم بأموال وبنين، ويجعل لكم جنات، ويجعل لكم أنهارا (سورة النوح: ۱۰/۱۱/۱۲) بعض لوگ اولاد کی خواہش محض اس لئے رکھتے ہیں کہ ان کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کا ذکر باقی رہے گا، جبکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، کہ بہت سے لوگ اس دارِفانی سے اس حال میں چل بسے کہ ان کی بہت سی اولاد بھی تھی، مگر آج ان کا کوئی نام لیوا نہیں ہے، اور بہت سے لوگ اس حال میں رخصت ہوئے کہ ان کی کوئی صلبی اولاد نہیں تھی، مگر فکری اولاد کی وجہ سے آج بھی ان کا ذکرِ خیر اس جہانِ رنگ وبو میں باقی ہے۔

امام طبری، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، اور علامہ نووی رحمہم اللہ تعالی، ان حضرات نے شادی ہی نہیں کی، جبکہ امام مسلم نے شادی تو کی تھی مگر ان کو کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئی، لیکن اس کے باوجود بھی آج ان نفوسِ قدسیہ کا نام زندہ وپائندہ ہے۔

(www.alminhaj.net/makal.php?linkid=577)

ماضی قریب کے ہمارے اکابر علماء میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی، حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی رحمہم اللہ تعالی، وغیرہ کی بھی کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی، پھر بھی مسلمانانِ ہند کے درمیان ان حضرات کے نامہائے مبارک وذکر خیر باقی ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ کہ انسان کو قضاء وقدر پر راضی رہنا، اور جائز حدود میں رہتے ہوئے ہی حصولِ اولاد کیلئے تدبیر اختیار کرنا چاہیئے، غلط اور ناجائز طریقوں سے اولاد کو حاصل کرنے کی ہرگز کوشش نہ کیجائے، کیونکہ جو چیز غلط وناجائز طریقہ پر حاصل ہوتی ہے، اس میں خیر ونفع کی امید نہیں ہوتی۔ اللهم أرنا الحق حقاً، وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلاً، وارزقنا اجتنابه . آمین